12۔ دوستی کا پھل

شفیع عقیل (ولادت 1930ء - 2013ء)

تعارف: شفیع عقیل ۱۹۳۰ء میں لاہور کے قریب واقع ایک گاؤں تھینہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دھرم پورہ میں حاصل کی۔ عملی زندگی کا آغاز بطور صحافی کیا۔ روزنامہ جنگ کے ثقافتی صفحے کے ایڈیٹر رہے۔ مجید لاہوری کے رسالے ''نمکداں'' کے نائب مدیر رہے۔ ہفت روزہ ''ماحول'' اور ''بھائی جان'' کے مدیر رہے۔ ہفت روزہ ''اخبار جہاں'' کے مدیر بھی رہے۔

تصانیف:۔ پنجابی لوک داستانیں، چینی لوگ داستانیں، جاپانی لوک داستانیں، جاپانی لوک کتھائیں، مجید لاہوری (سوانح) پنجاب کے پانچ قدیم شاعر، تیغ ستم، پنجاب رنگ (مترجم)۔ انہیں داؤد ادبی انعام اور حبیب ادبی انعام بھی مل چکا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صفحہ 57 - پھل (نتیجہ، حاصل، ثمر) سنگی (ساتھی، دوست، رفیق) وقت پڑنا (مشکل وقت آنا، مصیبت آنا) برادری (قوم، گروہ) بات دل کو لگنا (بات کا دل پر اثر ہونا، پسند آنا)

صفحہ 58 - گدھ (چیل کی مانند کا ایک پرندہ) میل (ملاقات، ملاپ) سگے (حقیقی رشتہ، سوتیلے کی ضد) ماں جایا (حقیقی بھائی، ایک ماں سے جنم شدہ) کھوہ (غار، گڑھا)

صفحہ 59 - حائل (رکاوٹ) تجویز (رائے، حل) ثابت قدم (بات کا پکا، عہد کا پکا، مضبوط، مستقل مزاج) بیک زبان (مل کر، اکٹھے ہو کر) مارا مارا پھرنا (مصیبت کے عالم میں پریشان پھرنا) ترکیب (حل، تجویز) الاؤ (آگ کا ڈھیر، آگ کے وسیع شعلے)

صفحہ 60 - بھانپ جانا (اندازہ لگانا، جان لینا، تیور دیکھ کر قیاس کرنا) بجلی کی سی تیزی سے (بہت تیزی سے، برق رفتاری سے) آن کی آن میں (چند لمحات میں، فوراً، معاً)

صفحہ 61 - غصے میں کھولنا (غصے سے جوش میں آنا، شدید غصہ آنا) آؤ دیکھا نہ تاؤ (بہت جلدی سے، بغیر سوچے سمجھے) تلملانا (بے چین ہونا، ہڑبڑانا، غصے سے کھولنا) حمایت کرنا (تعاون کرنا، ساتھ دینا)

صفحہ 62 - آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جانا (ہکا بکا ہونا، انگشت بدنداں ہونا) حواس باختہ ہونا (سخت گھبرا جانا، حواس کا جاتے رہنا) بھاڑ میں جائے (آگ میں جلے، یہ ترکیب لاتعلقی کا اظہار ہے) الٹے پاؤں بھاگنا (تیز بھاگنا، برق رفتاری سے بھاگنا)

سبق کا خلاصہ

(بہاول پور 07،09، ڈیرہ غازی خان، ملتان، فیصل آباد 06، گوجرانوالہ 07، فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی 10،12،13، لاہور بورڈ 11، سرگودھا بورڈ 13ء)

کسی جنگل میں کبوتر اور کبوتری ایک درخت پر اپنے گھونسلے میں خوش و خرم رہتے تھے۔ جب کبوتری نے انڈے دیے تو اُسے یہ خوف لاحق ہوا کہ کوئی جانور انڈے نہ لے اُڑے۔ ایک روز اُس نے کبوتر کو تجویز دی کیوں نہ ہم ایک دو دوست بنا لیں، جو مصیبت کے وقت ہماری مدد کر سکیں۔ کبوتر نے بھی اسے تسلیم کیا۔ چناں چہ وہ ایک درخت پر گدھوں کے جوڑے کے پاس گیا اور ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ گدھوں نے اس کی تجویز کو قبول کیا اور دوست بن گئے۔ گدھ نے مشورہ دیا کہ قریب ہی درخت کی کھوہ میں رہنے والے سانپ کو بھی دوست بنا لیں۔ چناں چہ کبوتر اور گدھ اس کے پاس گئے اُسے بھی حلقہ احباب میں شامل کر لیا۔ سانپ نے انھیں مصیبت کے وقت مدد کی یقین دہانی کرائی چناں چہ کبوتر، گدھ اور سانپ کی دوستی ہو گئی۔

کچھ دنوں بعد وہاں ایک شکاری آ نکلا۔ جب اسے کوئی شکار نہ ملا تو اس نے سوچا کہ خالی ہاتھ واپس جانے سے تو بہتر ہے کہ اس گھونسلے سے کبوتر کے بچے ہی نکال لوں۔ چاروں طرف تاریکی پھیل چکی تھی۔ اُس نے روشنی کے لیے آگ سلگائی تا کہ وہ گھونسلے تک پہنچ سکے۔ یہ منظر دیکھ کر کبوتروں کا جوڑا دریا سے پروں اور چونچ میں پانی بھر لایا۔ شکاری کی جلائی ہوئی آگ کو پانی ڈال کر بجھا دیا۔ اس پر شکاری غضب ناک ہو کر نیچے اُترا اور دوبارہ آگ روشن کی۔ اس بار اُس نے بڑی بڑی لکڑیاں استعمال کیں اور آگ سلگائی۔ کبوتروں کا جوڑا پریشان ہو کر گدھوں کے پاس امداد کے حصول کے لیے چل دیا۔ دوستی کا حق ادا کرنے کے لیے گدھوں نے آگ بجھانے میں اُن کی مدد کی۔ شکاری یہ دیکھ کر تلملا کر رہ گیا اور اس کے لیے تاریکی میں گھونسلے کی تلاش ناممکن بن گئی۔

رات کافی ہوگئی تھی اور تھکاوٹ کی وجہ سے اس کا جسم چور چور ہو رہا تھا۔ وہ درخت کے نیچے بیٹھی نیند سو گیا۔ کبوتری اور کبوتر سمجھ گئے کہ شکاری صبح کے وقت بچے اُٹھا کر چلتا بنے گا۔ اب انھوں نے سانپ سے مدد طلب کر لی۔ سانپ نے وہاں پہنچ کر اپنے آپ کو تنے کے گرد لپیٹ لیا۔ صبح جب شکاری بیدار ہوا اور درخت پر چڑھنے لگا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ اس کا منتظر ہے۔ وہ اپنا تمام سامان وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس طرح کبوتروں کو دوستی کا ثمر مل گیا۔ اس لیے آج بھی لوگ کبوتر کو امن اور دوستی کی علامت سمجھتے ہیں۔

مشقی سوالات

سوال 1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(i) کبوتر، گدھ اور سانپ میں قدرِ مشترک کیا تھی؟

جواب کبوتر، گدھ اور سانپ تینوں میں دوستی کا احساس قدر مشترک تھا۔ تینوں ایک برداری کے نہ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے دوست بن گئے۔

(ii) کبوتر، گدھ اور سانپ دوستی اور باہمی تعاون پر کیوں آمادہ ہوئے؟

جواب کبوتر، گدھ اور سانپ باہمی تعاون اور دوستی پر اس لیے آمادہ ہوئے تا کہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی بھرپور مدد کی جا سکے۔

(iii) شکاری کا کردار کس بات کی علامت ہے؟

جواب بیرونی دشمن یا بیرونی حملہ آور کی علامت ہے۔

(iv) کسی بیرونی خطرے کی صورت میں ہمیں کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے؟

جواب سب سے پہلے اپنی مدد آپ کے تحت بھرپور مقابلہ کرنا چاہیے اور بوقتِ ضرورت دوستوں کی مدد حاصل کی جائے۔

(v) پڑوسیوں سے تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟

جواب پڑوسیوں سے پُرخلوص، بااعتماد اور خوش گوار تعلقات ہونے چاہئیں۔

(vi) معاشرے کی بقاء کے لیے امدادِ باہمی کی کیا اہمیت ہے؟

جواب انسان معاشرتی حیوان ہے۔ اکیلا شخص کسی کام کا نہیں ہوتا۔ انسان ایک دوسرے کی مدد اور تعاون سے ہی زندگی خوش گوار بنا سکتا ہے۔

(vii) کبوتر کو کس بات کی علامت قرار دیا جاتا ہے؟

جواب کبوتر کو امن اور سلامتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

سوال 3 مندرجہ ذیل الفاظ کا مفہوم لکھیں۔

الفاظ	مفہوم
سنگی	دوست، ساتھی
قدرے	کسی حد تک، تھوڑی مقدار میں، قلیل
سنجیدگی	متانت، بردباری
برادری	خاندان، بھائی چارہ
حائل	روکنے والا، رکاوٹ
فکر	پریشانی، سوچنا، غور کرنا

اہم عبارات کی تشریح

عبارت نمبر 1:

سچ تو یہ ہے کہ کبوتری کی بات کبوتر کے دل کو لگ گئی تھی۔ آج تک اس کا اس طرف دھیان ہی نہ گیا تھا اور اب کبوتری کے کہنے پر اسے بھی احساس ہونے لگا تھا کہ کوئی نہ کوئی دوست ضرور ہونا چاہیے۔ وہ دل ہی دل میں اپنے اردگرد کے قریبی علاقے کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہاں کون کون رہتا ہے؟ کچھ پرندے اس کے ذہن میں آئے لیکن وہ وہاں سے کافی فاصلے پر رہتے تھے۔ اس لیے ان سے دوستی کرنا یا نہ کرنا برابر تھا کیونکہ وقت پڑنے پر انھیں اطلاع بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ سوچتے سوچتے کبوتر کو خیال آیا کہ جہاں وہ رہتے ہیں، اس سے ذرا آگے ایک دوسرے درخت پر گدھوں کا ایک جوڑا رہتا ہے۔

نوٹ: (جو طلبا ہر عبارت کا الگ سے سیاق و سباق نہیں لکھ سکتے، وہ سبق ہذا میں سے دی گئی کسی بھی عبارت کی تشریح سے قبل یہ سیاق و سباق تحریر کر سکتے ہیں)

تشریح طلب اقتباس اُردو کی درسی کتاب کے سبق سے لیا گیا ہے، جو مصنف کی مشہور زمانہ کتاب "پنجابی لوک داستانیں" سے منتخب کیا گیا ہے۔ سبق میں مصنف زندگی میں دوستی کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے چند پرندوں کی دوستی سے بھرپور ایک دل چسپ کہانی پیش کرتے ہیں کہ کس طرح کبوتر اور کبوتری نے گدھ اور سانپ کے ساتھ دوستی کی اور پھر کس طرح کبوتر اور کبوتری نے پہلے اپنی مدد آپ کے تحت شکاری سے بچنے کی کوشش کی اور پھر کس طرح گدھ اور سانپ نے اپنے دوستوں کی مدد کی اور کبوتر اور کبوتری کے بچوں کی جان بچانے کے لیے دوستی نبھائی۔

تشریح طلب اقتباس سبق کے [illegible] لیا گیا ہے۔ (آغاز۔ درمیان۔ اختتام)

سیاق و سباق:

زیرِ تشریح اقتباس سے پہلے مصنف بتاتے ہیں کہ ایک کبوتر اور کبوتری ایک جنگل میں رہتے تھے۔ کبوتری نے انڈے دیے تو اسے ان کی حفاظت کی فکر ہوئی۔ چناں چہ اس نے کبوتر سے کہا کہ ہمیں کوئی دوست بنا لینا چاہیے تاکہ وہ مصیبت میں ہماری مدد کر سکے۔ کبوتر نے کہا کہ کیوں اس کی کیا ضرورت ہے۔ تو کبوتری نے کہا کہ ہم بھی مصیبت میں پھنس سکتے ہیں اس لیے دوست ہونا بہت ضروری ہے۔ پھر کبوتر نے کچھ سوچ کر کہا کہ اردگرد تو ہماری برادری کا کوئی پرندہ نہیں ہے۔ کبوتری نے کہا کہ دوستی کے لیے برادری کو نہیں دیکھا جاتا۔

زیرِ تشریح اقتباس کے بعد مصنف بتاتے ہیں کہ کبوتر ایک گدھ کے جوڑے کے پاس گیا اور اس سے دوستی کر لی۔ اس کے بعد گدھ کے مشورے سے ہی انھوں نے ایک سانپ کو بھی اپنا دوست بنا لیا۔ کچھ دنوں بعد ایک شکاری جنگل میں آیا

ان کے بچے چرانے کی غرض سے درخت پر چڑھنے لگا۔ چناں چہ کبوتروں نے گدھوں سے مدد کی درخواست کی۔ جیسے ہی سانپ آگے بڑھ گیا تو انھوں نے اپنے دوست سانپ سے مدد لی اور آخر کار دوستوں کی مدد کی وجہ سے ان کے بچے بچ گئے۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں مصنف بتاتے ہیں کہ کسی جنگل میں ایک کبوتر اور کبوتری رہتے تھے اور ایک بڑے سے درخت پر ان دونوں نے گھونسلا بنا رکھا تھا۔ اس میں دونوں امن و چین کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ مگر جب کبوتری نے گھونسلے میں انڈے دیے، تو وہ ہر وقت متفکر رہتی کہ کوئی جانور انڈے نہ لے جائے۔ چناں چہ کبوتری نے کبوتر سے کوئی دوست بنانے کے لیے کہا تاکہ مشکل وقت میں کام آ سکے۔ کبوتر نے بتایا کہ مصیبت یہ ہے کہ ہمارے گرد و نواح میں ہماری برادری کا کوئی پرندہ نہیں رہتا۔ کبوتری بولی کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ کسی دوسری برادری کے پرندے یا جانور سے بھی تعلقات استوار کیے جا سکتے ہیں۔ بہر حال ہمیں کوئی نہ کوئی ساتھی ضرور بنا لینا چاہیے۔

مصنف کہتے ہیں کہ کبوتری کی عقل مندی اور دانائی کی باتوں نے کبوتر کے دل پر بڑا گہرا اثر کیا۔ کیوں کہ دل کی گہرائیوں سے کہی گئی باتوں میں بہت تاثیر ہوتی ہے اور دل سے کہی ہوئی باتوں کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ براہِ راست دل پر اثر کرتی ہیں۔ کبوتری کی بات بھی دل سے نکلی ہوئی تھی اس لیے کبوتر بھی بے حد متاثر ہوا۔ بقول شاعر:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے　　　پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

کبوتر حیران تھا کہ آج تک اُس کے ذہن و گمان میں یہ بات کیوں نہیں آئی۔ کیوں کہ کبوتر کا خیال تھا کہ جیسے ہنسی خوشی زندگی کے دن بسر ہو رہے ہیں، آئندہ بھی ہنسی خوشی کا سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا۔ اب کبوتری کے احساس دلانے پر اسے دوستی کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔ اور اُس نے سوچا کہ کوئی نہ کوئی دوست ضرور ہونا چاہیے جو ضرورت پڑنے پر ان کی مدد کر سکے۔ حضرت جنید بغدادی کا فرمان ہے:

"اُس شخص سے دوستی کرو جو نیکی کر کے بھول جائے"

کبوتر قرب و جوار کے پرندوں کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہاں کون کون رہتے ہیں۔ کبوتر کے لیے مسئلہ یہ تھا کہ ان کے نزدیک کوئی بھی برادری کا پرندہ نہ تھا اور دوسرے پرندوں کی دوستی سے وہ خائف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوستی سے فائدے کی بجائے الٹا نقصان ہی ہو جائے۔ چناں چہ کبوتر کے سوچنے پر کچھ پرندے اس کے ذہن میں آئے لیکن وہ کافی مسافت پر تھے، اس لیے ان سے دوستی کرنا یا نہ کرنا برابر تھا۔ کیوں کہ مصیبت کے وقت اُن کو اطلاع کرنا اور اُن کا پہنچنا انتہائی مشکل تھا۔ کبوتر دوستی بھی اُن جانوروں سے کرنا چاہتا تھا جو بے ضرر ہوں۔ کبوتر کو اچانک خیال آیا کہ اُن سے تھوڑے سے فاصلے پر دوسرے درخت پر گدھوں کا جوڑا رہتا ہے۔ اُن سے دوستی مناسب رہے گی۔ بقول شخصے

"مصیبت آنے پر آدمی کو اپنی طاقت اور حفاظت کے لیے بڑوسی دشمن سے بھی ملاپ کر لینا چاہیے"

تاہم کبوتر نے گدھوں سے دوستی کرنے کا ارادہ کیا کیوں کہ گدھ بھی کبوتروں کی طرح بے ضرر تھے۔ انھوں نے بھی ان کو نقصان نہیں پہنچایا اور نہ ہی کبھی ان کی زندگی میں خلل انداز ہوئے۔ یہ باتیں سوچ کر دونوں نے گدھوں کے جوڑے سے دوستی کرنے کا ارادہ کیا۔ خواجہ قطب الدین کا فرمان ہے: "دوست کو اچھے اخلاق کے ذریعے گرویدہ بناؤ"

عبارت نمبر 2:

- دن گزرتے گئے کبوتری نے جو انڈے دیے تھے اب ان میں سے بچے نکل آئے تھے۔ کبوتری اور کبوتر دن رات بچوں کی دیکھ بھال اور حفاظت میں لگے رہتے۔ ایک روز ایک شکاری اس طرف آ نکلا۔ وہ صبح سے ادھر ادھر گھوم رہا تھا لیکن کوئی شکار اس کے ہاتھ نہیں لگا تھا۔ وہ اسی درخت کے نیچے آ کر کھڑا ہو گیا۔ جس پر کبوتر اور کبوتری نے گھونسلا بنا رکھا تھا۔ اس نے دل میں سوچا "شاید

باتھ گھر جانا اچھی بات نہ ہوگی۔ کیوں نہ کسی گھونسلے سے کسی جانور کے بچے ہی پکڑ کے لے چلوں۔ کچھ تو مل جائے گا۔"

سیاق وسباق:

زیر تشریح اقتباس سے پہلے مصنف بتاتے ہیں کہ کسی جنگل میں کبوتروں کا جوڑا رہتا تھا۔ کبوتری نے اپنے انڈوں کی حفاظت کے لیے کبوتر سے کہا کہ انھیں کسی دوست کی ضرورت ہے، تاکہ وہ مصیبت میں ان کی مدد کر سکے۔ کافی سوچ بچار کے بعد آخرکار کبوتر کو بھی اس کی بات سمجھ میں آ گئی کہ واقعی انھیں دوست کی ضرورت ہے۔ لہٰذا انھوں نے ایک گدھوں کے جوڑے کو اپنا دوست بنا لیا اور ان کے مشورے سے انھوں نے ایک سانپ کو بھی اپنی دوستی میں شامل کر لیا۔ انھوں نے وعدہ کیا کہ وہ مصیبت میں سب ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

زیر تشریح اقتباس کے بعد مصنف بتاتے ہیں کہ کچھ دنوں بعد ایک شکاری جنگل میں آ نکلا اور کبوتر کے بچے نکالنے کی غرض سے درخت پر چڑھنے لگا۔ کبوتر اور کبوتری نے پہلے خود اس سے مقابلہ کیا، لیکن جب بات آگے بڑھی تو انھوں نے گدھوں کی جوڑی کو بھی بلا لیا۔ آخرکار انھیں سانپ کو بھی بلانا پڑا۔ لہٰذا ان کے دوستوں نے ان کی مدد کی اور اس طرح ان کے بچوں کی جان بچ گئی۔

تشریح:

زیر تشریح عبارت میں مصنف لکھتے ہیں کہ چند دنوں کے بعد کبوتری نے جو انڈے دیے تھے، ان میں سے ننھے منے بچے نکل آئے۔ کبوتر اور کبوتری دن رات اُن کی حفاظت اور دیکھ بھال میں مصروف رہتے، تاکہ جو ننھے منے بچے ہیں وہ بحفاظت پرورش پائیں۔ اس لیے وہ دونوں اپنی بھرپور توجہ بچوں پر صرف کر رہے تھے۔ کیوں کہ والدین کو اولاد اپنی ذات سے بھی زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ خاص طور پر ماں کی اپنی اولاد سے محبت مثالی ہوتی ہے۔ ایک روز ایک شکاری بھی جنگل میں پہنچ گیا۔ شکاری کافی دیر سے شکار کی تلاش میں تھا۔ لیکن وہ شکار پکڑنے میں ناکام رہا۔ اتفاقاً شکاری اُس درخت کے نیچے آ کر کھڑا ہو گیا۔ جس پر کبوتر اور کبوتری نے گھونسلا بنا رکھا تھا۔ بقول بشیر بدر:

شعر

جس ڈال پہ بیٹھے ہو وہ ٹوٹ بھی سکتی ہے　　شہرت کی بلندی بھی پل بھر کا تماشا ہے

چناں چہ شکاری نے دل میں سوچا کہ خالی ہاتھ گھر جانے میں سبکی ہوگی۔ اس لیے اُس نے گھر واپس جانے کا ارادہ ٹال دیا۔ اُس نے سوچا کہ کسی جانور کے بچے ہی پکڑ کر لے جاؤں، اُن سے کچھ تو مل جائے گا۔ خالی ہاتھ جانے میں اُس نے بے عزتی محسوس کی۔ وہ گھونسلے تک پہنچنے کی تدابیر پر غور کرنے لگا۔ شکاری جلدی میں تھا، کیوں کہ شام گہری ہو رہی تھی اور تاریکی چاروں اطراف چھا رہی تھی۔ شکاری پریشان تھا کہ اندھیرے کی وجہ سے گھونسلہ اُس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو جائے اور اسے رات اس پُرخطر جنگل میں بسر کرنی پڑے گی۔ چناں چہ شکاری نے اردگرد سے لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلائی تاکہ اس کی روشنی میں گھونسلے تک رسائی آسان ہو۔ یہ منظر دیکھ کر کبوتر اور کبوتری دونوں متفکر ہوئے۔ بقول افلاطون:

"ہر مشکل انسان کی ہمت کا امتحان لینے کے لیے آتی ہے"

کبوتر اور کبوتری دونوں دریا پر گئے اور اپنے پروں میں پانی بھر لائے اور آگ پر ڈالنا شروع کر دیا۔ شکاری کے منصوبے کا دفاع کرنے کے لیے کبوتر گدھوں کے جوڑے کو لے کر آیا۔ جو اپنے بڑے بڑے پروں میں پانی بھر کر لائے اور آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ جس سے شکاری کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

عبارت نمبر 3:

کبوتر گدھوں کے جوڑے کو ساتھ لے کر آیا تو انھوں نے دیکھا کہ آگ پوری طرح جل رہی تھی اور اس کی روشنی میں شکاری درخت پر چڑھ رہا تھا۔ دونوں گدھ کبوتر اور کبوتری کے ساتھ جلدی جلدی [illegible]

بڑے پروں میں پانی بھر کے لاکر آگ پر پھینکنا شروع کر دیا۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحوں میں جلتی ہوئی آگ بجھ گئی۔ یہ دیکھ کر شکاری تلملا کر رہ گیا۔ مصیبت یہ تھی کہ اب اندھیرا بہت زیادہ ہو چکا تھا۔ پھر یہ بھی تھا کہ شکاری بار بار درخت پر چڑھنے اترنے میں تھک گیا۔

سیاق وسباق:

زیرِ تشریح اقتباس سے پہلے مصنف بتاتے ہیں کہ ایک جنگل میں کبوتروں کا جوڑا رہتا تھا۔ انھوں نے اپنے انڈوں کی حفاظت کے لیے دوستوں کی ضرورت محسوس کی اور اس طرح انھوں نے ایک گِدھوں کے جوڑے اور ایک سانپ کو اپنا دوست بنا لیا۔ انھوں نے وعدہ کیا کہ وہ سب مصیبت میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ لہٰذا ایک شکاری جنگل میں آیا اور بچے نکالنے کے لیے کبوتروں کے گھونسلے تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ یہ دیکھ کر پہلے انھوں نے خود اسے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن جب معاملہ آگے بڑھا تو انھوں نے اپنے دوستوں سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔

زیرِ تشریح اقتباس کے بعد مصنف بتاتے ہیں کہ اب شکاری نے دیکھا کہ وہ بار بار درخت پر چڑھنے میں ناکام ہو گیا ہے۔ تو پھر اس نے سوچا کہ رات یہیں گزار کر صبح ہوتے ہی بچے لے جائے گا۔ اس کے ارادے کو پرندوں نے بھی بھانپ لیا تھا۔ چناں چہ انھوں نے اب سانپ کو مدد کے لیے پکارا اور اس نے آ کر ان کی مدد کی اور ان کے بچوں کو شکاری سے بچا لیا۔ اس طرح ان کی دوستی ان کے کام آ گئی۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں مصنف کہتے ہیں کہ جب کبوتر اور کبوتری نے شکاری کی نیت بھانپ لی کہ وہ ہر حال میں ان کے بچوں کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے شکاری کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لیے، کبوتری نے کبوتر کو مشورہ دیا کہ وہ گِدھوں کے جوڑے کے پاس مدد کے لیے جائے۔ چناں چہ کبوتر نامساعد حالات میں گِدھوں کے پاس پہنچا۔ اُس نے گِدھوں کے جوڑے کو سارے حالات سے آگاہ کیا کہ شکاری اُن کے بچوں کو لے جانا چاہتا ہے۔ دونوں گِدھ کبوتر کی بات سُن کر فوراً تیار ہو گئے۔

بقول حکیم لقمان: "مردِ کامل وہی ہے جو دشمن کو بھی دوست بنا سکے"

تاہم گِدھوں کا جوڑا کبوتر کے ساتھ درخت کے پاس پہنچا تو اُنھوں نے شکاری کو درخت پر چڑھتے دیکھا۔ کبوتر اور کبوتری کے ساتھ گِدھوں کا جوڑا بھی دریا پر گیا اور اپنے بڑے بڑے پروں میں پانی بھر بھر کر شکاری کی جلائی ہوئی آگ پر گرانا شروع کر دیا۔ وہ بار بار پانی اپنے پروں میں بھر بھر کر لاتے اور آگ پر پھینکتے رہے۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے آگ بجھ گئی۔ یہ دیکھ کر شکاری بڑا مضطرب و بے چین ہوا۔ اسے آگ پر غصہ آ رہا تھا کہ یہ بار بار بجھ کیوں جاتی ہے۔ اب شکاری کے لیے بڑی مشکل اور مصیبت یہ تھی کہ اندھیرا بہت زیادہ ہو چکا تھا۔ شکاری انتہائی پریشان تھا کہ وہ اب کیا کرے۔ پھر یہ بھی مصیبت تھی کہ شکاری بار بار درخت پر چڑھنے اترنے میں بہت تھک چکا تھا۔ اُس کے اعصاب جواب دے رہے تھے۔ اس لیے شکاری نے فیصلہ کیا کہ رات اسی درخت کے نیچے بسر کرے اور صبح آسانی سے بچے نکال کر لے جائے۔

گِدھوں کے جوڑے نے کبوتر اور کبوتری سے خوب دوستی نبھائی اور شکاری کے منصوبے کو وقتی طور پر ناکام بنانے میں کامیاب ہوئے۔

عبارت نمبر 4:

شکاری رات بھر بڑے مزے سے سویا اور جب صبح ہوئی تو وہ خوش خوش آنکھیں ملتا ہوا اٹھا کہ درخت پر چڑھ کر گھونسلے میں سے بچے نکالے اور اپنے گھر کی راہ لے۔ اس نے اٹھ کر اپنا سامان وغیرہ سمیٹا اور جوں ہی درخت پر چڑھنے کے لیے اس کے پاس گیا، اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ حواس باختہ ہو گیا۔ گھبراہٹ اور خوف میں اسے اپنا ہوش تک نہ رہا۔ اس کے تیر کمان کہیں تھے اور اب وہ اپنی جان بچانے کی فکر کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا، جس درخت پر چڑھ کر اسے کبوتر کے گھونسلے سے

بچے نکالنا تھے اس درخت کے تنے کے اردگرد بہت بڑا سانپ لپٹا ہوا اسے دیکھ دیکھ کر پھنکار رہا تھا۔

سیاق و سباق:

زیرِ تشریح اقتباس سے پہلے مصنف بتاتا ہے کہ ایک جنگل میں کبوتروں کا جوڑا رہتا تھا۔ انھوں نے اپنے انڈوں کی حفاظت کے لیے دوستوں کی ضرورت محسوس کی اور اس طرح انھوں نے کچھ دوست بنا لیے تاکہ مصیبت میں ان کی مدد کر سکیں۔ کچھ دن بعد ایک شکاری آیا اور اس نے بچے نکالنے کی غرض سے درخت پر چڑھنا شروع کر دیا۔ پہلے تو کبوتروں نے اپنی مدد آپ پر عمل کیا، لیکن جب بات آگے بڑھ گئی تو انھوں نے اپنے دوست گدھ کے جوڑے کو مدد کے لیے پکارا۔ انھوں نے ان کی مدد کی لیکن جب بات ان کے بس میں نہ رہی تو انھوں نے سانپ کو مدد کے لیے پکارا اور سانپ نے بھی ان کی مدد کا وعدہ کیا۔

زیرِ تشریح اقتباس کے بعد مصنف بتاتا ہے کہ سانپ کو دیکھ کر شکاری کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور وہ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ گیا اور دوبارہ کبھی وہاں کا رُخ نہ کیا۔ اس طرح دوستی مشکل وقت میں ان کے کام آئی۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں مصنف بتاتے ہیں کہ شکاری نے بھرپور کوشش کی کہ وہ کبوتر اور کبوتری کے بچوں کو نکال کر لے جائے۔ وہ ناکام رہا کیوں کہ کبوتر اور کبوتری نے گِدھوں کے تعاون سے اُس کی جلائی ہوئی آگ بجھا دی۔ گِدھوں کے جوڑے کی دوستی کی وجہ سے کبوتر اور کبوتری آگ بجھانے میں کامیاب ہُوئے۔ مارک ٹوئن کا قول ہے کہ:

"سچا دوست وہ ہے جو آپ کی طرف اس وقت آتا ہے جب ساری دنیا آپ کو چھوڑ چکی ہوتی ہے"

چناں چہ پرندوں نے اتفاق و اتحاد کے جذبے کے تحت شکاری کو ناکام کر دیا۔ اندھیرا زیادہ ہو چکا تو شکاری نے درخت کے نیچے سونے کا ارادہ کیا۔ تاکہ صبح سویرے گھونسلے سے بچوں کو نکال کر چلتا بنے۔ رات بھر چاروں پرندے شکاری کی وجہ سے پریشان اور متفکر رہے اور دوسری ترکیبیں سوچنے لگے۔ کبوتری نے رائے دی کہ تم دونوں (کبوتر اور گدھ) اپنے دوست سانپ کے پاس جاؤ اس وقت وہی ہماری مدد کر سکتا ہے۔ مادہ گدھ نے بھی کبوتری کی بھرپور تائید کی۔ کبوتر اور گدھ دونوں تھوڑی ہی دیر میں اپنے دوست سانپ کے پاس پہنچ گئے اور انھوں نے شروع سے آخر تک اسے ساری بات بتائی اور شکاری کے بارے میں بتایا کہ وہ ابھی تک درخت کے نیچے سویا ہوا ہے۔ اور ڈر ہے کہ وہ صبح ضرور بچے نکال کر لے جائے گا۔ سانپ نے بڑے غور سے باتیں سُن کر کہا کہ تم لوگ گھبراؤ نہیں میں صبح سارا بندوبست کر لوں گا۔ اب چاروں پرندے درخت پر بیٹھ کر صبح کا انتظار کرنے لگے۔ شکاری ساری رات بڑے مزے اور آرام سے سوتا رہا اور صبح کے وقت وہ خوشی کے عالم میں بیدار ہوا، تاکہ درخت پر چڑھ کر گھونسلے سے بچے نکال لے اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہو۔

شکاری انتہائی خوش تھا کیوں کہ اسے اپنی خواہش کی تکمیل ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ اُس نے خوشی خوشی اپنا سامان وغیرہ سمیٹا اور جیسے ہی وہ درخت پر چڑھنے کے لیے قریب گیا تو وہ ہکا بکا رہ گیا اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ بہت گھبرا گیا۔ گھبراہٹ، خوف اور پریشانی کا شکار ہوا اور اسے اپنا ہوش تک نہ رہا۔ وہ اپنے تیر کمان اُٹھانا بھول گیا۔ اور اب اُسے اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ غیر متوقع صورتِ حال نے اُس کے اوسان خطا کر دیے۔ اُس نے دیکھا کہ جس درخت پر چڑھ کر وہ کبوتر اور کبوتری کے گھونسلے سے بچے نکالنا چاہتا تھا۔ اس کے گرد بہت بڑا سانپ لپٹا ہوا اُسے دیکھ دیکھ کر پھنکار رہا تھا۔ شکاری نے اپنی جان بچانے میں عافیت سمجھی۔ وہ سارا سامان چھوڑ کر بھاگ گیا اور پھر پلٹ کر نہ دیکھا۔ چناں چہ کبوتر اور کبوتری نے گدھوں اور سانپ کی بے لوث دوستی کی بنا پر شکاری کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

ویدیاس کا قول ہے:

"مصیبت آنے پر آدمی کو اپنی حفاظت کے لیے بڑے سے بڑے دشمن سے بھی ملاپ کر لینا چاہیے"

اور شکاری شامت کا مارا ایسا بھاگا کہ اس کا کہیں نام و نشان نہ ملا۔ کیوں کہ اُسے عبرت حاصل ہو گئی کہ کبوتر اور کبوتری اکیلے نہیں ہیں بلکہ ان کے مخلص اور بے لوث دوست بھی موجود ہیں۔ کبوتر اور کبوتری آج بھی سکھ اور چین کی زندگی بسر کر رہے تھے اور یہ سب ان کی دوستی کا ثمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کبوتر اور کبوتری کو امن اور دوستی کی علامت تصور کرتے ہیں۔